بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب مستطاب

الشافی

کتاب الحجۃ

خلافت رسالت نبوت امامت

ترجمہ **اصول کافی** جلد دوم

حضرت ثقۃ الاسلام علامہ فہامہ مولانا الشیخ محمد یعقوب کلینی علیہ الرحمۃ

ترجمہ

مفسر قرآن عالیجناب ادیب اعظم مولانا السید ظفر حسن صاحب قبلہ مدظلہ العالی نقوی الامروہوی

بانی و منتظم جامعہ امامیہ کراچی

مصنف دو صد کتب

ناشر

ظفر شمیم پبلیکیشنز ٹرسٹ (رجسٹرڈ) ناظم آباد نمبر ۲۔ کراچی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

ناشر ظفر شمیم پبلیکیشنز ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

مطبع ________ قریشی آرٹ پریس

کتابت ________ سید محمد رضا زیدی

ہدیہ ________ ۲۰۰ روپے

سال اشاعت ________ مارچ ۲۰۰۴ء

جاءَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِهِمْ فَهُوَ لُقَاطٌ

۶۔ سعید مخزومی سے مروی ہے کہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس بیٹھا تھا کہ عباد بن کثیر عابد بصرہ اور ابن شریح فقیہہ مکہ بھی آگئے اس وقت آپ کی خدمت میں میمون غلام امام محمد باقر علیہ السلام بھی موجود تھا۔ عباد بن کثیر نے حضرت سے پوچھا۔ رسول اللہ کو کتنے پارچوں میں کفن دیا گیا۔ آپ نے فرمایا۔ تین کپڑوں میں دو صحاری (ایک قسم کا کپڑا) اور ایک حبرہ (نام ایک کپڑے کا) چونکہ چادر کم تھی اس لئے دو کپڑے اور شامل کئے گئے۔ عباد بن کثیر نے اس کو نہ مانا۔ حضرت نے فرمایا مریم کے لئے جس درخت سے خرمے گرے تھے وہ عجوہ خرمہ تھا اور یہ تخم آسمان سے اترا تھا پس فرق ہے اس درخت کے خرموں میں جو اس کے تخم سے اگا ہو اور اس درخت کے خرموں میں جو گرے ہوئے خرمہ کی گٹھلی سے پیدا ہوئے کہ اس میں صرف رنگ ہی ہوتا ہے عباد نے شریک سے کہا یہ مثال ہماری سمجھ میں تو نہیں آئی۔ ابن شریک نے کہا۔ اس غلام سے پوچھو یعنی میمون سے، جب اس سے پوچھا تو میمون نے کہا کیا تم نہیں سمجھے حضرت نے کیا فرمایا۔ اس نے کہا نہیں۔ میمون نے کہا۔ حضرت نے یہ مثال دی ہے اپنے نفس سے اور تمہیں بتایا ہے کہ میں اولاد سے ہوں اور یہ کہ ہمارے پاس علم رسولؐ ہے جو ہم سے لیا ہے وہ صواب ہے اور جو ہمارے غیر سے لیا جائے وہ لقطہ ہے یعنی نیچے گرا ہوا اور چنا ہوا۔

ایک سو ایکواں باب

کلام آئمہ علیہم السلام مشکل اور نہایت مشکل ہے

((بَابُ)) ۱۰۱ ۱

فيما جاءَ أنَّ حَدِيثَهُمْ صَعْبٌ مُسْتَصْعَبٌ

۱ ۔ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ مَرْوَانَ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عليه السلام: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم: إِنَّ حَدِيثَ آلِ مُحَمَّدٍ صَعْبٌ مُسْتَصْعَبٌ لَا يُؤْمِنُ بِهِ إِلَّا مَلَكٌ مُقَرَّبٌ أَوْ نَبِيٌّ مُرْسَلٌ أَوْ عَبْدٌ امْتَحَنَ اللهُ قَلْبَهُ لِلْإِيمَانِ، فَمَا وَرَدَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَدِيثِ آلِ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وآله وسلم فَلَانَتْ لَهُ قُلُوبُكُمْ وَعَرَفْتُمُوهُ فَاقْبَلُوهُ، وَمَا اشْمَأَزَّتْ مِنْهُ قُلُوبُكُمْ وَأَنْكَرْتُمُوهُ فَرُدُّوهُ إِلَى اللهِ وَإِلَى الرَّسُولِ وَإِلَى الْعَالِمِ مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ عليهم السلام وَإِنَّمَا الْهَالِكُ أَنْ يُحَدَّثَ أَحَدُكُمْ بِشَيْءٍ مِنْهُ لَا يَحْتَمِلُهُ، فَيَقُولُ: وَاللهِ مَا كَانَ هٰذَا، وَاللهِ مَا كَانَ هٰذَا، وَالْإِنْكَارُ هُوَ الْكُفْرُ.

۱۔ جابر سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ حدیث آل محمد مشکل سے مشکل تر ہے (کیونکہ اس میں ظن و قیاس کو

دخل نہیں) پس اس پر نہیں ایمان لائے گا۔ مگر مَلکِ مقرب یا نبی مرسل یا وہ بندۂ مومن جس کے ایمان قلب کا امتحان خدا نے لے لیا ہو۔ اگر کوئی حدیث آلِ محمد تمہارے سامنے آئے اور اس سے تمہارے قلوب میں نرمی اور شناسائی ہو تو اسے قبول کر لو اور اس سے دل گرفتگی ہو اور اجنبی سی معلوم ہو تو اس کو اللہ اور رسولؐ اور عالم آلِ محمدؐ کے اقوال کی طرف رجوع کرو (یعنی ان کے موافق ہو تو مان لو) جہنمی ہے وہ شخص جو تم سے کوئی حدیث ایسی بیان کرے جو آلِ محمدؐ سے متعلق نہیں، ایسا نہیں ہے واللہ ایسا نہیں ہے کہ ان سے غلط حدیث بیان کی جائے اور ان کی صحیح حدیث سے انکار کفر ہے۔

٢ ـ أَحْمَدُ بْنُ إِدْرِيسَ ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ مُوسَىٰ ، عَنْ هَارُونَ بْنِ مُسْلِمٍ ، عَنْ مَسْعَدَةَ بْنِ صَدَقَةَ ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام قَالَ ذُكِرَتِ التَّقِيَّةُ يَوْماً عِنْدَ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عليهما السلام فَقَالَ : وَ اللهِ لَوْعَلِمَ أَبُوذَرٍّ مَافِي قَلْبِ سَلْمَانَ لَقَتَلَهُ وَلَقَدْ آخَا رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله بَيْنَهُمَا ، فَمَا ظَنُّكُمْ بِسَائِرِ الْخَلْقِ، إِنَّ عِلْمَ الْعُلَمَاءِ صَعْبٌ مُسْتَصْعَبٌ ، لَايَحْتَمِلُهُ إِلَّا نَبِيٌّ مُرْسَلٌ أَوْ مَلَكٌ مُقَرَّبٌ أَوْ عَبْدٌ مُؤْمِنٌ اِمْتَحَنَ اللهُ قَلْبَهُ لِلْإِيمَانِ ، فَقَالَ : وَ إِنَّمَا صَارَ سَلْمَانُ مِنَ الْعُلَمَاءِ لِأَنَّهُ امْرُؤٌ مِنَّا أَهْلِ الْبَيْتِ ، فَلِذَلِكَ نَسَبتُهُ إِلَى الْعُلَمَاءِ .

١- امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ راوی نے بیان کیا کہ ایک دن میں نے امام زین العابدین علیہ السلام سے تقیہ کے بارے میں دریافت کیا۔ آپؑ نے فرمایا، اگر ابوذر جان جاتے کہ سلمان کے دل میں کیا ہے تو ان کو قتل کر دیتے درآنحالیکہ رسول اللہ نے ان کے درمیان بھائی چارہ بھی قائم کر دیا تھا تمام لوگوں کا تو ذکر ہی کیا ہے بے شک علما کا علم صعب و متصعب ہے نہیں برداشت کر سکتا۔ اس کو مگر نبی مرسل یا مَلکِ مقرب یا وہ مرد مومن جس کے قلب کا خدا نے امتحان لے لیا ہو، سلمان علماء میں سے تھا اور وہ ہم اہلبیت میں سے تھے اسی لیے ان کی نسبت علماء سے ہے۔

مذکورہ بالا دو حدیثوں کے متعلق علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے مراۃ العقول میں تحریر فرمایا ہے۔

توضیح:- صعب سے مراد وہ چیز جو فی نفسہٖ دشوار ہو اور متصعب وہ ہے جس کو لوگ دشوار سمجھیں اس حدیث کے متعلق ہماری حدیث صعب و متصعب ہے جس کا تحمل نہیں کرتا۔ مَلکِ مقرب یا نبیٔ مرسل یا وہ مرد مومن جس کے ایمان کا اللہ نے امتحان کر لیا ہے بصائر الدرجات میں عمیر کوفی سے روایت کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تعریف نہیں کی جا سکتی، رسول کی تعریف نہیں کی جا سکتی، مومن کی تعریف نہیں کی جا سکتی. پس جو کوئی ان کی حدیث برداشت کرے گا اس نے گویا ان کی حد قائم کی۔ اس نے ان کا وصف کیا اور جس نے ان کے کمال کی تعریف کی اس نے گویا ان کا احاطہ کر لیا اور اُن سے زیادہ عالم بن گیا اور عمیر نے کہا کہ ہم ان کے ماسوا سے قطع تعلق کر کے انھیں کی بات پر اکتفا کرتے ہیں اور یہ بھی کہا کہ ان کی احادیث کا حمل ہر شخص پر دشوار ہے صعب وہی ہے

جس پر کوئی قابو نہ پائے اور اگر پائے تو وہ صعب نہیں ہوگی۔

بہ روایت مفضل، امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ ہماری حدیث صعب و ذکوان و مستصعب و اجود ہے نہیں برداشت کرتا اس کو مگر مقرب فرشتہ یا نبی مرسل یا وہ مومن جس کے ایمان کا خدا نے امتحان کر لیا ہو صعب وہ ہے جس پر قابو نہ ہو اور مستصعب وہ ہے جس کو دیکھ کر بھاگا جائے ذکوان سے مراد ذکاوت مومنین ہے اور اجود وہ ہے کہ نہ تعلق ہو انسان کا اپنے سامنے یا پیچھے کی چیز سے۔ خدا نے فرمایا ہے۔ نزل احسن الحدیث اور احسن حدیث ہماری حدیث ہے کہ مخلوق میں کوئی اس کے کمال امر کا تحمل نہیں کر سکتا اور نہ اس قابل ہوتا ہے کہ اس کی حد بندی کر سکے کیونکہ جو ایسا کریگا تو اس سے بڑا ثابت ہو جائے گا ہمارے آئمہ کی احادیث میں اکثر ایسی ہیں جن میں عجیب اسرار بیان کئے گئے ہیں اور نوادر احوال پر مشتمل ہیں اور ان کے معجزات کی حامل ہیں اور ان میں دقیق مسائل ہیں ہدا و معاد اور قضا و قدر وغیرہ کے متعلق عام لوگوں کی عقلیں ان کے سمجھنے سے قاصر ہیں اور انکی گہرائیوں تک نہیں جا سکتیں اور چونکہ ان کی نظر ظاہر پر ہوتی ہے لہذا وہ گھبرا جاتے ہیں اور اہل بدعت کی غلط بیانیوں میں آکر گمراہ ہو جاتے ہیں اور بجائے آئمہ حق کے آئمہ باطل کی طرف رجوع کرنے لگتے ہیں لیکن جو لوگ مومنین کاملین ہیں اور ان اصرار و غوامض تک رسائی حاصل کر کے ان کا تحمل کرتے ہیں اور ان کو اپنے سینوں میں محفوظ رکھتے ہیں۔ جوہری نے کہا ہے کہ جب کوئی حدیث معصوم سمجھ میں نہ آئے اور دل گرفتہ ہو تو قرآن اور محمدؐ اور آل محمدؐ کی احادیث سے اس کا حل تلاش کرو جہاں ہماری فہم کی رسائی نہ ہو اور جو مسئلہ ہماری حدود عقل سے باہر ہو تو اس کے متعلق آئمہ حق سے سوال کرو وہ تمہیں سمجھا دیں گے جس سے تمہارا قلبی اضطراب دور ہو جائے گا اسی طرف اس آیت کی دلالت ہے وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَىٰ أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنبِطُونَهُ مِنْهُمْ، اور بصائر میں ہے کہ وہ شقی ہلاک ہوگا باوجود یہ جاننے کے کہ یہ حدیث معصوم ہے اس سے انکار کر دے۔ اس سے انکار کرنے والا کافر ہوگا اور کفر سے مراد یہاں مقابل کمال ایمان ہے اور ایمان سے تسلیم تام ہے یعنی قول معصوم کو پوری طرح تسلیم کرنا۔

بصائر میں ہے کہ سفیان بن سمط نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا، اگر ایک شخص آپؑ کی طرف سے ہماری طرف آئے اور ہم کو ایک ایسے امر عظیم کی خبر دے جس سے ہمارے سینوں میں تنگی پیدا ہو اور ہم اس کی تکذیب کر دیں۔ تو کیا یہ درست ہوگا۔ حضرت نے فرمایا۔ کیا وہ ہماری حدیث کہہ کر بیان کرتا ہے فرمایا۔ جی ہاں، فرمایا۔ کیا وہ دن کو رات اور رات کو دن کہتا ہے میں نے کہا۔ ایسا تو نہیں ہے آپؑ نے فرمایا۔ تو اس بات کو ہم سے پہلے پوچھو۔ اگر بے پوچھے ہی تم نے تکذیب کر دی تو گویا ہماری تکذیب کی۔

صدوق علیہ الرحمہ نے سل میں باسناد صحیح ابوبصیر سے روایت کی ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا مت

جھٹلاؤ اس حدیث کو جو تم سے کوئی مرجیہ یا قدریہ یا خارجی ہماری طرف منسوب کرکے بیان کرے۔ کیونکہ تم کیا جانو کہ شاید اس میں کوئی بات حق ہو ایسی صورت میں تم اللہ کو جھٹلاؤ گے، یعنی محض اپنی رائے سے تکذیب نہ کرنی چاہیئے تاوقتیکہ اس کی تطبیق آیات اور اخبار متواترہ سے نہ کر لی جائے۔ فرق ہے رد (جرد) اس کی تکذیب میں اور اس کے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے میں، معانی الاخبار میں ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا۔ ایک شخص اپنے فرش پہ تکیہ لگائے بیٹھا ہوا اور میری تکذیب کرے۔ لوگوں نے پوچھا۔ یا رسولؐ اللہ وہ کون ہے جو آپؐ کی تکذیب کرتا ہے فرمایا یہ وہ ہے کہ جو میری حدیث سن کر کہتا ہے۔ رسولؐ اللہ نے ایسا کبھی نہیں کہا۔ پس جو میری حدیث تم تک پہنچے۔ اگر وہ موافق حق ہے تو میری اور اگر موافق حق نہیں تو میری نہیں۔ میں حق کے خلاف کبھی نہ کہوں گا۔

حدیث دوم علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ نے مراۃ العقول میں اس حدیث کے سلسلے میں فرماتے ہیں۔

"قلب سلمانؓ سے مراد یہ ہے کہ ان کے دل میں جو مراتب معرفت اللہ و رسولؐ اور آئمہؑ کے متعلق ہیں اگر سلمانؓ ان میں سے کچھ ظاہر کر دیتے تو لوگ اس کا تحمل نہ کرتے اور جھوٹ اور ارتداد پر محمول کرتے اور ان کے علوم اور اعمال عجیبہ کو سحر سمجھ کر ان کے قتل پر آمادہ ہو جاتے یا ان کا اعلان و افشا کرتے تو قتل سلمان کا سبب بن جاتے اور اگر ابوذر سے بیان کرتے اور پوشیدہ رکھنے پر زور دیتے تو ابوذر شدت صبر سے مر جاتے یا حفاظت کی تاب نہ لا کر ظاہر کر بیٹھتے اور اس صورت میں لوگ ان کے قتل پر آمادہ ہو جاتے اور ان کی فضیلت سے انکار کرتے۔ چنانچہ علامہ کشی نے بروایت جابر امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک روز ابوذر سلمان سے ملنے آئے سلمان اس وقت ہانڈی پکا رہے تھے باتوں کے درمیان چولہے پر سے ہانڈی الٹ گئی۔ لیکن اس میں سے نہ شوربا گرا اور نہ جو اس کے اندر تھا ابوذر کو یہ دیکھ کر بڑا تعجب ہوا۔ سلمان نے اس ہانڈی کو اٹھا کر پھر چولہے پر چڑھا دیا اور باتیں کرنے لگے ہانڈی پھر لوٹ گئی اور اس میں سے کچھ بھی نہ گرا۔ ابوذر وہاں سے خوف زدہ ہو کر نکل آئے۔ دروازہ میں امیر المومنین سے ملاقات ہوئی۔ آپؑ نے ان کی پریشانی دیکھ کر فرمایا۔ اے ابوذر تم سلمان کے پاس سے کیوں اُٹھ آئے اور تم پریشان کیوں ہو۔ ابوذر نے کہا میں نے ایسا ایسا دیکھا ہے مجھے تعجب ہوا۔ حضرت نے فرمایا۔ اے ابوذر اگر تم سے وہ سب بیان کر دیں جو وہ جانتے ہیں تو تم گھبرا کر کہہ دو گے اللہ قاتل سلمان پر رحم کرے۔ اے ابوذر سلمان تو روئے زمین پر باب اللہ ہیں جن لوگوں نے ان کو پہچان لیا وہ مومن ہیں اور جنھوں نے ان کی فضیلت کا انکار کیا وہ کافر ہیں سلمان ہم اہل بیت سے ہیں۔

مروی ہے کہ سلمان نے ایک خطبہ میں کہا مجھے علم کثیر دیا گیا ہے اگر میں تم کو وہ سب بتا دوں جو میں جانتا ہوں تو ایک گروہ مجھے مجنوں کہنے لگے گا ایک گروہ کہے گا خدا قاتل سلمان پر رحم کرے۔

حقیقت یہ ہے کہ جو علم پوشیدہ ہے اس کا حاصل ہونا بڑا دشوار ہے اس تک پہنچنے سے بڑے بڑے علما قاصر

رہے ہیں جاہلوں کا تو ذکر ہی کیا۔ اسی لئے ظواہر شروع سے جمہور کو مخاطب کیا گیا ہے اور بالاجمال باتوں سے اس کا تعلق ہے نہ کہ اسرار و غوامض سے۔ اس لئے کہ ان امور کے ادراک سے ان کا بار اٹھانے کے لئے ان کے حوصلے تنگ ہیں چونکہ عوام ظاہر و باطن دونوں کی گنجائش نہیں رکھتے۔ لہٰذا وہ مخالفت کرنے لگتے ہیں اور انکار کرکے کافر ہو جاتے ہیں اور صاحبان اسرار الٰہیہ کو قتل کر ڈالتے ہیں

کسی نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اگر تم اپنا علم مقداد پر پیش کرو تو وہ کافر ہو جائیں اور اے مقداد اگر تم سلمان پر پیش کرو تو وہ کافر ہو جائیں یعنی ہر ایک کی علمی طاقت اور اسرار کی خصوصیت جداگانہ ہے دوسرے کو اس کا علم نہیں۔

٣ - عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنِ الْبَرْقِيِّ ، عَنِ ابْنِ سِنَانٍ أَوْ غَيْرِهِ رَفَعَهُ إِلَى أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام قَالَ : إِنَّ حَدِيثَنَا صَعْبٌ مُسْتَصْعَبٌ ، لَايَحْتَمِلُهُ إِلَّا صُدُورٌ مُنِيرَةٌ ، أَوْ قُلُوبٌ سَلِيمَةٌ أَوْ أَخْلَاقٌ حَسَنَةٌ ، إِنَّ اللهَ أَخَذَ مِنْ شِيعَتِنَا الْمِيثَاقَ كَمَا أَخَذَ عَلَى بَنِي آدَمَ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ فَمَنْ وَفَى لَنَا وَفَى اللهُ لَهُ بِالْجَنَّةِ وَمَنْ أَبْغَضَنَا وَلَمْ يُؤَدِّ إِلَيْنَا حَقَّنَا فَفِي النَّارِ خَالِداً مُخَلَّداً .

۳۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے ہماری حدیث صعب و مستصعب ہے، نہیں برداشت کرتے مگر اس کو روشن سینے اور راستی پسند دل اور اچھے اخلاق والے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے شیعوں سے اسی طرح عہد لیا جس طرح بنی آدم سے روز الست عہد لیا تھا پس جس نے ہمارے عہد کو پورا کیا۔ خدا نے اس کو جنت دینے کا وعدہ پورا کیا اور جس نے ہم سے بغض رکھا اور ہمارا حق ادا نہ کیا تو وہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔

٤ - مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى وَغَيْرُهُ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا قَالَ : كَتَبْتُ إِلَى أَبِي الْحَسَنِ صَاحِبِ الْعَسْكَرِ عليه السلام : جُعِلْتُ فِدَاكَ مَا مَعْنَى قَوْلِ الصَّادِقِ عليه السلام : «حَدِيثُنَا لَا يَحْتَمِلُهُ مَلَكٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِيٌّ مُرْسَلٌ وَلَا مُؤْمِنٌ امْتَحَنَ اللهُ قَلْبَهُ لِلْإِيمَانِ» فَجَاءَ الْجَوَابُ إِنَّمَا مَعْنَى قَوْلِ الصَّادِقِ عليه السلام - أَيْ لَايَحْتَمِلُهُ مَلَكٌ وَلَا نَبِيٌّ وَلَا مُؤْمِنٌ - إِنَّ الْمَلَكَ لَايَحْتَمِلُهُ حَتَّى يُخْرِجَهُ إِلَى مَلَكٍ غَيْرِهِ وَالنَّبِيَّ لَايَحْتَمِلُهُ حَتَّى يُخْرِجَهُ إِلَى نَبِيٍّ غَيْرِهِ وَالْمُؤْمِنُ لَايَحْتَمِلُهُ حَتَّى يُخْرِجَهُ إِلَى مُؤْمِنٍ غَيْرِهِ ، فَهَذَا مَعْنَى قَوْلِ جَدِّي عليه السلام .

۴۔ راوی کہتا ہے میں نے امام علی نقی علیہ السلام کو ایک خط لکھا اور اس میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی اس حدیث کے معنے پوچھے، ہماری حدیث کا متحمل نہیں ہو سکتا، ملک مقرب اور نہ نبی مرسل اور نہ وہ مومن جس کے ایمان کا امتحان خدا

نے لیا ہو (یہ سوال اس بنا پر کیا گیا کہ سابقہ حدیث میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ ہماری حدیث کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ مگر ملک مقرب نبی مرسل اور مومن کامل۔ اس حدیث میں ہے کہ یہ لوگ بھی متحمل نہیں ہو سکتے بیان میں یہ تضاد کیوں ہے) امام جعفر صادق علیہ السلام کے اس بیان کے متعلق امام علی نقی علیہ السلام نے تحریر فرمایا کہ صادق آل محمدؐ نے فرمایا ہے کہ فرشتہ بھی دوسرے فرشتہ سے کہے اور نبی بغیر دوسرے نبی سے کہے اور مومن بغیر دوسرے مومن سے کہے نہ رہے گا یعنے جب ایسے کامل الایمان اور اپنے نفسوں پر قابو رکھنے والے بغیر کہے نہیں رہ سکتے تو عام لوگ تو ان اسرار مخفیہ اور ودیعات الٰہیہ کا تحمل قطعاً کر ہی نہیں سکتے اور جب ہماری بات ان کی سمجھ میں نہ آئے گی تو ضرور ہماری تکذیب کریں گے۔

٥ ـ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ مَنْصُورِ بْنِ الْعَبَّاسِ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مُسْكَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِالْخَالِقِ وَ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: قَالَ أَبُو عَبْدِاللهِ عليه السلام: يَا أَبَا مُحَمَّدٍ إِنَّ عِنْدَنَا وَاللهِ سِرّاً مِنْ سِرِّ اللهِ وَ عِلْماً مِنْ عِلْمِ اللهِ وَاللهِ مَا يَحْتَمِلُهُ مَلَكٌ مُقَرَّبٌ وَلَانَبِيٌّ مُرْسَلٌ وَلَامُؤْمِنٌ امْتَحَنَ اللهُ قَلْبَهُ لِلْإِيمَانِ وَاللهِ مَا كَلَّفَ اللهُ ذٰلِكَ أَحَداً غَيْرَنَا وَلَا اسْتَعْبَدَ بِذٰلِكَ أَحَداً غَيْرَنَا وَإِنَّ عِنْدَنَا سِرّاً مِنْ سِرِّ اللهِ وَ عِلْماً مِنْ عِلْمِ اللهِ، أَمَرَنَا اللهُ بِتَبْلِيغِهِ، فَبَلَّغْنَا عَنِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ مَا أَمَرَنَا بِتَبْلِيغِهِ، فَلَمْ نَجِدْ لَهُ مَوْضِعاً وَلَاأَهْلاً وَلَا حَمَّالَةً يَحْتَمِلُونَهُ حَتَّى خَلَقَ اللهُ لِذٰلِكَ أَقْوَاماً خُلِقُوا مِنْ طِينَةٍ خُلِقَ مِنْهَا مُحَمَّدٌ وَآلُهُ وَذُرِّيَّتُهُ، وَمِنْ نُورٍ خَلَقَ اللهُ مِنْهُ مُحَمَّداً وَذُرِّيَّتَهُ، وَصَنَعَهُمْ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ الَّتِي صَنَعَ مِنْهَا مُحَمَّداً وَذُرِّيَّتَهُ، فَبَلَّغْنَا عَنِ اللهِ مَا أَمَرَنَا بِتَبْلِيغِهِ، فَقَبِلُوهُ وَاحْتَمَلُوا ذٰلِكَ [فَبَلَغَهُمْ ذٰلِكَ عَنَّا فَقَبِلُوهُ وَاحْتَمَلُوهُ] وَبَلَغَهُمْ ذِكْرُنَا فَمَالَتْ قُلُوبُهُمْ إِلَى مَعْرِفَتِنَا وَحَدِيثِنَا، فَلَوْلَا أَنَّهُمْ خُلِقُوا مِنْ هٰذَا لَمَا كَانُوا كَذٰلِكَ، لَا وَاللهِ مَا احْتَمَلُوهُ،

ثُمَّ قَالَ: إِنَّ اللهَ خَلَقَ أَقْوَاماً لِجَهَنَّمَ وَالنَّارِ، فَأَمَرَنَا أَنْ نُبَلِّغَهُمْ كَمَا بَلَّغْنَاهُمْ وَ اشْمَأَزُّوا مِنْ ذٰلِكَ وَنَفَرَتْ قُلُوبُهُمْ وَرَدُّوهُ عَلَيْنَا وَلَمْ يَحْتَمِلُوهُ وَ كَذَّبُوا بِهِ وَقَالُوا: سَاحِرٌ كَذَّابٌ، فَطَبَعَ اللهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ وَأَنْسَاهُمْ ذٰلِكَ، ثُمَّ أَطْلَقَ اللهُ لِسَانَهُمْ بِبَعْضِ الْحَقِّ، فَهُمْ يَنْطِقُونَ بِهِ وَقُلُوبُهُمْ مُنْكِرَةٌ، لِيَكُونَ ذٰلِكَ دَفْعاً عَنْ أَوْلِيَائِهِ وَ أَهْلِ طَاعَتِهِ، وَلَوْلَا ذٰلِكَ مَا عُبِدَ اللهُ فِي أَرْضِهِ، فَأَمَرَنَا بِالْكَفِّ عَنْهُمْ وَالسَّتْرِ وَالْكِتْمَانِ، فَاكْتُمُوا عَمَّنْ أَمَرَ اللهُ بِالْكَفِّ عَنْهُ وَاسْتُرُوا عَمَّنْ أَمَرَ اللهُ بِالسَّتْرِ وَالْكِتْمَانِ عَنْهُ، قَالَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَهُ وَبَكَى وَقَالَ: اللّٰهُمَّ إِنَّ هٰؤُلَاءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيلُونَ فَاجْعَلْ مَحْيَانَا مَحْيَاهُمْ وَمَمَاتَنَا مَمَاتَهُمْ وَلَاتُسَلِّطْ عَلَيْهِمْ عَدُوّاً لَكَ فَتُفْجِعَنَا بِهِمْ، فَإِنَّكَ إِنْ أَفْجَعْتَنَا بِهِمْ لَمْ تُعْبَدْ أَبَداً فِي أَرْضِكَ وَصَلَّى اللهُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيماً.

۵۔ ابوبصیر سے مروی ہے کہ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے ہمارے پاس ایک بھید ہے خدا کے بھیدوں سے اور ایک علم ہے خدا کے علم سے، واللہ اس کا تحمل نہیں کر سکتا ملک مقرب نبی مرسل یا وہ مومن جس کے ایمان کا امتحان اللہ نے لیا ہو۔ واللہ اس کی تکلیف ہمارے سوا خدا نے کسی کو نہیں دی اور نہ ہمارے غیر نے اس کے ساتھ عبادت کی، ہمارے پاس سرِ الٰہی اور علم الٰہی ہے۔ خدا نے اس کی تبلیغ کا حکم دیا ہے پس جس امر کی تبلیغ کا حکم دیا گیا تھا ہم نے اس کی تبلیغ کی لیکن ہم نے اس کے لئے مناسب جگہ نہ پائی اور نہ ایسے اہل لوگ پائے جو ہماری تعلیم کے متحمل ہو سکتے۔ یہاں تک کہ خدا نے ایک ایسی قوم کو پیدا کیا جن کی خلقت اسی طینت سے ہوئی تھی جو محمد و آل محمد اور ان کی ذریت کی تھی اور بنایا ان کو اس نور سے جس سے محمد و آل محمد کو پیدا کیا تھا اور اپنی رحمت سے ان کی خلقت میں وہی کیا جو کیا تھا محمد اور ان کی ذریت کے ساتھ۔ پس جس امر کی تبلیغ کا ہم کو حکم دیا گیا تھا ہم نے ان کو تبلیغ کی انھوں نے اسے قبول کیا اور اس کے متحمل ہوئے پس ہم سے ان کو جو تعلیم حاصل ہوئی وہ اسے قبول کرتے اور متحمل ہوتے رہے اسی طرح ہمارا ذکر ان تک پہنچا اور ان کے دل ہماری معرفت اور ہماری حدیث کی طرف مائل ہوئے اگر وہ اس طرح پیدا نہ کئے گئے ہوتے تو ایسا نہ ہوتا۔ واللہ وہ ہماری حدیث کا تحمل نہ کر پاتے۔ پھر فرمایا۔ خدا نے ایک ایسی قوم کو پیدا کیا جو مستحق جہنم تھے اور ہمیں ان پر تبلیغ کرنے کا حکم دیا گیا۔ جیسے کہ پہلے گروہ کے لئے حکم دیا گیا تھا ہم نے تبلیغ کی تو وہ اس سے دل گرفتہ ہوئے اور ان کے قلوب نے قبول کرنے سے نفرت کی اور ہماری طرف رد کر دیا اس کا تحمل نہ کر سکے اور انھوں نے ہماری حدیث کو جھٹلایا اور ہمارے لئے کہا یہ جادوگر اور جھوٹے ہیں خدا نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی اور ہماری تعلیم کو بھول گئے پھر خدا نے بعض حق باتیں ان کی زبان پر جاری کر دیں وہ ان کو بیان کر گئے درآنحالیکہ ان کے قلوب انکار کر رہے تھے اور یہ اس لئے ہوا کہ اس صورت میں اولیاء خدا اور اہلِ اطاعت کے لئے اعتراض کا دفعیہ ہوا اگر ایسا نہ ہوتا تو روئے زمین پر اللہ کی عبادت نہ ہوتی۔ پھر ہم کو حکم دیا گیا کہ اپنی تعلیم کو ان سے روکیں اور پوشیدہ رکھیں پھر حضرت نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور روئے اور فرمایا۔ خداوندا یہ مومن لوگ بہت کم ہیں ان کی زندگی ہماری سی زندگی اور ان کی موت ہماری سی موت قرار دے اور دشمنوں کو ان پر مسلط نہ کر، یہ امر ہمارے لئے دردناک ہوگا اگر تو نے ان کی وجہ سے ہمیں دردناک کیا تو زمین پر تیری عبادت پھر کبھی نہ ہوگی اور درود و سلام ہو محمد و آل محمد پر۔

ایک سو دوواں باب

اُمت کو نبی کا حکم آئمہ مسلمین سے خلوص رکھنے اور اُن کی جماعت میں استقلال سے رہنے میں اور یہ کہ وہ کون ہیں

(بَابُ) ۱۰۲

مَا أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ بِالنَّصِيحَةِ لِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ
وَاللُّزُومِ لِجَمَاعَتِهِمْ وَمَنْ هُمْ ؟

١ ـ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي نَصْرٍ ، عَنْ